ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.2(2023)
(July to September)

جون ایلیا کی شاعری کا مطالعہ: بیان و بدیع کی روشنی میں

A study of jaun Elia's poetry: in the light of Narration and innovation

زرقا گل

ایم فل سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر طیبہ نگہت

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Zarqa Gull

M.Phil Scholar, Department of Urdu, Govt.College Women University, Faisalabad.

Dr.Tayyaba Nighat

Assistant professor, Department of Urdu, Govt.College Women University, Faisalabad

Abstract:

In the twentieth century, a star appeared from Amroha who showed his poetic skills. The name of this unique star is jaun Elia. He is one of the most prominent and modern Urdu poet. He was proficient in several language as namely Arabic, Urdu, Persian, Sanskrit, Pahlavi and Hebrew. Jaun's knowledge of Islamic philosophy, History, logic, Islamic Sufi tradition, western literature and the event of Karbala was as vast as an encyclopedia. He also entered the essence of this knowledge in his poetry, and with the help of descriptive knowledge end innovative knowledge, i.e simile, metaphor, synec Doche, insinuation, sanat-e- Takrar, sanat-e- Anagram, sanat-e- Antithesis, sanat-e- separation, sanat-e- Allusion, sanat-e- poetical Aetiology, sanat-e- Marat-ul- Nazir, he created colorful charm, beauty, heartiness, and flavor in his speech in terms of words and meaning.

Keywords: ilmay-e- Bayan, simile, Metaphor, synec Doche, insinuation, ilmay-e- Badee, Allusion, sanat- e- Tadbij, sanat-e- Takrar, sanat-e- subsidiary

جون ایلیا کا تعلق "سادات امروہہ" سے ہے جو تہذیب و تمدن اور علم و آگہی کا گہوارہ ہے۔ ہندوستان کی "شمالی ریاست اتر پردیش" کی مردم خیز سرزمین امروہہ نے ایسی لازوال اور عظیم ہستیوں کو جنم دیا کہ جنھوں نے اپنے شہر امروہہ کا نام بلند کیا۔ اس سرزمین نے عالم، دانشور، نقاد، فلسفی، شاعر، اساتذہ، مؤرخ اور مصور گویا تمام فنون کے ماہر افراد کو جنم دیا۔ مصباح احمد صدیقی اپنی کتاب شعرائے امروہہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> " امروہہ نہ صرف اردو زبان کی گراں قدر خدمات میں شان امتیاز رکھتا ہے بلکہ عربی، فارسی، سنسکرت وغیرہ زبان و ادبمیں بھی اس سر زمین نے مشہور زمانہ شخصیات پیدا کیں۔"(۱)

بیسویں صدی میں سرزمین امروہہ سے ایک ایسا ستارہ نمودار ہوا جس نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ اس ستارہ بے مثل کا نام جون ایلیا ہے۔ انہیں کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا یعنی عربی، فارسی، اردو، انگریزی، ہندی، پہلوی اور عبرانی۔ فلسفہ اور منطق سے خاص شغف تھا۔ لڑکپن سے ہی شعر گوئی کا شوق پیدا ہو گیا، پھر اسی شوق نے ان کو دنیائے ادب میں ایک عظیم شاعر کی حثیت سے روشناس کروایا۔ جون ایلیا کے کلام میں علم بیان اور علم بدیع یعنی تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ اور مختلف صنعتوں کا برملا اظہار ملتا ہے۔ علم بیان اور علم بدیع بلاغت کی سب سے مستند شاخیں ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان علوم سے واقفیت کے بغیر اعلی درجے کے ادب کی تخلیق ممکن نہیں۔ اس لیے علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات و صراحت سے بیشتر بلاغت کے مفاہیم کو سمجھنا لازمی ہے۔ بلاغت وہ علم ہے جو اعلی درجہ کی خوش بیانی و خوش گفتاری پر مبنی ہو۔ گویا معانی، بیان اور بدیع کے قواعد پر مبنی علم۔ اُردو میں بلاغت کے مباحث کا آغاز عربی کی بدولت ہوا۔ فصاحت و بلاغت اور وسعت کے اعتبار سے عربی زبان کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے جس کی واضح اور زندہ مثال قران مجید ہے۔ عربی، اردو، فارسی اور دیگر اسلامی ادب میں فصاحت و بلاغت کے مباحث کا آغاز قران پاک کے دل نشین اور حسن و دل آویز اسلوب کے زیر اثر ہوا۔ قران مجید میں تشبیہات و استعارات اور صنائع بدائع اپنے جلوے دکھا رہے ہیں۔ دراصل مسلمان شعرا اور ادباء کے لیے فصاحت و بلاغت کی پہلی معتبر اور ارفع مثال قران مجید ہے۔ اسی سے متاثر ہو کر اردو میں بھی وصاحت و بلاغت کے علوم پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

ان طریقوں کو جاننا اور سمجھنا علم بیان کہلاتا ہے۔ جب ہم اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو ہماری جبلی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری بات قاری یا سامع کو متاثر کرے۔ ہماری بات میں تاثر اور زور پیدا ہو۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہماری گفتگو میں دلکشی اور چاشنی ہو گی۔ ہماری گفتگو اور بات چیت میں چاشنی کب ائے گی؟ جب ہم سخن روش سے واقف ہوں گے اور سخن روش یا بات کرنے کا ڈھنگ یا سلیقہ تب آئے گا، جب ہم علم بیان کے اصول و قواعد سے آگاہ ہوں گے یعنی علم بیان وہ علم ہے جو ہمیں بات کرنے کا ڈھنگ یا سلیقہ سکھاتا ہے۔ سید عابد علی عابد اپنی کتاب "البیان" میں رقمطراز ہیں:

> "علم بیان وہ علم ہے جو مجاز، تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ سے اس طرح بحث کرتا ہے کہ اس پر حاوی ہونے کے بعد فنکار، انشاء پرداز، یا خطیب اپنے مفہوم کے ابلاغ تام میں کامیاب ہو سکے۔" (۲)

یعنی علم بیان معنی کو مختلف طریقوں سے بیان کرنے کا نام ہے۔ اس کی مدد سے کلام کو مؤثر اور دل نشین بنایا جاسکتا ہے۔ علم بیان کے چار بنیادی ارکان ہیں۔

۱۔ تشبیہ　　۲۔ استعارہ　　۳۔ مجاز مرسل　　۴۔ کنایہ

جون ایلیا نے اپنے کلام میں تشبیہات کا بہت خوب استعمال کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

صلیب وقت پر میں نے پکارا تھا محبت کو
میری آواز جس نے بھی سنی ہو گی ہنسا ہو گا (۳)

اس شعر میں وقت کو صلیب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جون ایلیا نے نئی اور نادر تشبیہات کا بہت عمدہ استعمال کیا جس سے جون کی شاعری میں نکھار پیدا ہو گیا۔

شکوہ سا اک دریچہ ہو نشہ سا اک سکوت
ہو شام اک شراب سی اور لڑکھڑائوں میں(۴)

اس شعر میں نشے کو سکوت سے اور شام کو شراب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ تشبیہات ایسی ہیں جن کا استعمال شاذونادر ہی ملتا ہے۔

اک رنگ سی کمان ہو خوشبو سا ایک تیر
مرہم سی واردات ہو او رزخم کھاؤں میں (۵)

اس شعر میں رنگ کو کمان سے اور خوشبو کو تیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جون نے تشبیہات کے ساتھ ساتھ استعارات کو بھی بڑی مہارت سے اپنی شاعری میں برتا ہے۔

ہے بکھرنے کو یہ محفل رنگ و بو تم کہاں جاؤ گے ہم کہاں جائیں گے
ہر طرف ہو رہی ہے یہی گفتگو تم کہاں جاؤ گے ہم کہاں جائیں گے (۶)

اس شعر میں جون نے دنیا کے لیے محفل کا استعارہ لیا ہے

احسان کسی سرو کے سایہ کا نہ لوں میں
مجھ سے یہ ترے فتنہ قامت نے کہا تھا(۷)

اس شعر میں جون ایلیا نے سرو کو محبوب کے قد کے لیے استعارہ لیا ہے۔ علم بیان کی تیسری اہم شاخ مجاز مرسل ہے جون ایلیا نے اپنے کلام میں مجاز مرسل کے ذریعے عمدہ مضامین تراشے ہیں:

تمہارے ہجر کی شب ہائے کار میں جاناں
کوئی چراغ جلالوں اگر اجازت ہو (۸)

یہاں مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے۔ چراغ نہیں جلتا بلکہ اس کے اندر جو تیل ہوتا ہے وہ جلتا ہے:

تمہارے عارض و لب کی جدائی کے دن میں
میں جام منہ سے لگالوں اگر اجازت ہو (۹)

یہاں ظرف بول کر مظروف مراد لیا گیا ہے۔ اس شعر میں "جام" ظرف ہے اور "شراب" مظروف ہے کیونکہ جام نہیں پیتے بلکہ شراب پیتے ہیں جو کہ جام یعنی ظرف میں پائی جاتی ہے:

اب تو منہ اپنا مت دکھاؤ مجھے
ناصحو میں سدھر گیا کب کا (۱۰)

اس شعر میں جزو بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔ جون ایلیا نے کنایہ کی ایمائی قوت سے اپنے کلام میں پرزور تاثر پیدا کرنا چاہا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ہم سخن جب کرنہ سکیں گے شام ملال مہجوری
سانسوں کو برباد کریں گے، جانے کیا کچھ ٹھیری تھی(۱۱)
چاہ میں اس کی تمانچے کھائے ہیں
دیکھ لو سرخی میرے رخسار کی(۱۲)

اس شعر میں جون نے محبوب کی محبت میں جو زخم کھائے ہیں ان کے لیے رخسار کی سرخی کو کنایۃ استعمال کیا ہے۔

یہ　　کیسے　　بدبخت　　میزباں　ہیں
خبیث، دیوث، سب طویلوں میں جا　گھسے　ہیں(۱۳)

علم بدیع: علم بدیع وہ علم ہے جس سے کلام میں دلکشی، رنگینی، خوبصورتی اور حسن و دل آویزی کے مختلف طریقوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے یعنی کلام کا جو حسن ہے اس سے بحث کرنے والے علم کو علم بدیع کہا جاتا ہے۔ علم بدیع سے کلام میں خوبصورتی اور دل نشینی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مرزا محمد عسکری کے مطابق:

"وہ علم جس سے کلام کی لفظی اور معنوی خوبیاں دریافت ہو سکیں۔"(۱۴)

علم بدیع کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے

۱۔ صنائع لفظی　　**۲۔ صنائع معنوی**

صنائع لفظی اور صنائع معنوی کو بھی مختلف انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے، تجنیس تام، تجنیس مرکب، صنعت قلب یا تقلیب، صنعت ترافق، صنعت تکرار، صنعت منقوطہ، صنعت غیر منقوطہ، صنعت ذو قافتین، صنعت مقطع، صنعت ذو قافتین، صنعت فوقانیہ یا فوق النقاط، صنعت تلمیح، صنعت تلمیع، صنعت قطارالبعیر، صنعت تختانیہ، صنعت تکرار حرف نفی، صنعت سیاقۃ الاعداد، صنعت تجنیس زائد و ناقص، صنعت مبادلہ الراسین، صنعت تضاد، صنعت تضاد سلبی، صنعت تضاد ایجابی، صنعت مراۃ النظیر، صنعت حسن تعلیل، صنعت تدبیج، صنعت تفریح، صنعت مقابلہ، صنعت تفریق، صنعت جمع، صنعت عکس، صنعت ایہام، صنعت مبالغہ، صنعت لف و نشر، صنعت تجاہل عارفانہ، صنعت تاکید المدح بمایشبہ الزم، صنعت رجوع۔ ان کے علاوہ بھی ان کی متعدد قسمیں ہیں۔ جون ایلیا کے کلام میں موجود صنعتوں میں سے کچھ کو بیان کیا جا رہا ہے۔

صنعت تکرار: تکرار کے لغوی معنی بار بار کرنا یا دہرانا کے ہیں۔ اصطلاح میں صنعت تکرار اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں شعر کے ایک مصرے یا دونوں مصروں میں کسی لفظ کو تاکید یا زور دینے کے انداز میں مقرر لایا جائے جیسے:

کسی　سے　کوئی　خفا　بھی　نہیں　رہا　اب　تو
گلا　کرو　　کہ　گلا　بھی　نہیں　　رہا　اب　تو(۱۵)

صنعت تضاد: اس صنعت کو صنعت طباق، تکافو، تطبیق، تناقص یا متضاد بھی کہتے ہیں۔ اس صنعت کی رو سے کلام میں دو ایسے الفاظ لانا جو معنی کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ خواہ یہ دونوں لفظ اسم ہوں فعل ہوں یا حرف ہوں یا ایک اسم ہو اور دوسرا فعل ہو۔

آپ　کا　مہمان　ہوں　میں　اپ　میرے　میزبان
سو　مجھے　　زہر　مروت　تو　پلاتے　جایئے(۱۶)

صنعت مراۃ النظیر: اس صنعت کو ایتلاف، تلفیق اور مواخات بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد کلام میں ایسے الفاظ لانا جن میں تضاد کے سوا کسی قسم کی مناسبت ہو۔ مثلاً باغ کے ذکر کے ساتھ بہار، پھول، صیاد، ندی، باغباں، سرو صنوبر کا ذکر کرنا۔

میرے　ہی　دل　پر　لگا　ہے　جس　کا　تیر
ہے　وہ　میری　ہی　کماں،　افسوس　میں(۱۷)

صنعت تلمیح: کلام میں تخلیق کار کا کسی قرانی آیت، کسی مشہور تاریخی یا اسلامی واقعے کا مختصر الفاظ میں اس طرح ذکر کرنا کہ پورا واقعہ ذہن میں آجائے تلمیح کہلاتا ہے۔

فرہاد! سن لیا تیری شیریں کہاں ہے آج
وامق! خبر بھی ہے، تیری عذرا چلی گئی(۱۸)

صنعت تجنیس زائد و ناقص: کلام میں جب دو متجانس الفاظ میں سے ایک لفظ میں ایک حرف دوسرے لفظ سے زائد ہو تو یہ صنعت پیدا ہوتی ہے مثلا:

ہو کے غلطیاں خوں میں، کوئی شہسوار آیا تو کیا
زخم خوردہ بے قراری کو، قرار آیا تو کیا(۱۹)

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں لفظ بے قراری میں "ی" زائد ہے لفظ قرار سے

صنعت منقوطہ: لفظ منقوطہ "منقط" سے ہے جس کے لغوی معنی نقطے دار کے ہیں۔ اصطلاح میں ایسی صنعت جس میں شعر یا مصرعے کے ہر لفظ پر نقطہ موجود ہو جیسے:

ایا دراز، ایاہ پہنا، ایاہ بالا
تمام امثال اور اضداد بے ثبوت اور بے حوالہ(۲۰)

اس شعر کے پہلے مصرعے میں یہ صنعت پیدا ہو رہی ہے۔

صنعت سیاقۃ الاعداد: اگر کلام میں اعداد کا ذکر کیا جائے تو اسے صنعت سیاقۃ الاعداد کہیں گے مثلا:

یہ دو چار بچے ہیں، نام ترا جپنے والے
ہو سکتا ہے کچھ کر گزریں، بات ہماری مان سجن(۲۱)

صنعت تجنیس مرکب: ایسے الفاظ کلام میں لانا جو تعداد حروف، صوت، تلفظ املا، حروف کی ترتیب اور حرکات سکنات میں یکساں ہوں لیکن ان میں ایک لفظ مفرد ہو اور دوسرا مرکب مثلا:

اب کہ جب جانانہ تم کو ہے سبھی پر اعتبار
اب تمہیں جانانہ مجھ پر اعتبار آیا تو کیا(۲۲)

صنعت قلب یا تقلیب: علم بدیع کی اصطلاح میں شعر میں دو ایسے الفاظ لانا جن کو الٹا جائے تو اس کا معنی و مفہوم یکسر تبدیل ہو جائے۔ جون ایلیا کے کلام سے تجنیس قلب کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

ہے بجا وہ اگر برا مانے
عذر مستی شراب ہے، تاحال(۲۳)

اس شعر میں موجود لفظ شراب کو اگر الٹا کر کے پڑھا جائے تو لفظ "بارش" بنتا ہے

صنعت ترافق: علم بدیع کی اصطلاح میں صنعت ترافق سے مراد شعر کے مصرعے اس طرح ہوں کہ جس کو چاہیں اول کر لیں اور جس کو چاہیں دوم کر لیں اور شعر کا مفہوم بھی برقرار رہے۔ اس کی سلاست اور روانی میں کوئی فرق نہ آئے جیسے:

موج باد صبا پہ ہو کے سوار
وہ شمیم خیال آئی ہے(۲۴)

صنعت تدبیج: کلام میں مختلف رنگوں کا ذکر کرنا صنعت تدبیج کہلاتا ہے۔

کتنی سر سبز تھی زمیں ان کی
کتنے نیلے تھے آسماں ان کے(۲۵)

صنعت تفریع: اگر شعر کے پہلے مصرے کے پہلے لفظ کے آخری حرف سے دوسرے مصرے کا آخری لفظ شروع ہو تو اس سے صنعت تفریع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے

آ کے گلے لگ جاتا گر وہ ہوتا حالت فہم، کہ ہم
اس سے لڑ کر اپنا رشتہ اور کہیں ٹھہرا بیٹھے(۲۶)

صنعت تفریق: وہ صنعت جس میں ایک ہی قسم کی دو چیزوں میں فرق واضح کیا جائے۔ جون ایلیا کے کلام میں اس صنعت کا استعمال ان کی قوت مشاہدہ اور زور بیان کا آئینہ دار ہے۔

کہنی ہے مجھ کو ایک بات، آپ سے یعنی آپ سے
آپ کے شہر وصل میں، لذت ہجر بھی گئی(۲۷)

حوالہ جات

۱۔ مصباح احمد صدیقی، شعرائے امروہہ، رام پور، رضا لائبریری، ۲۰۰۴، ص:۸

۲۔ عابد علی عابد، سید، البیان، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۹ء، ص:۱۷

۳۔ جون ایلیا، شاید، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء، ص:۳۰۴

۴-ایضاً، ص: ۱۶۸

۵-ایضاً

۶-ایضاً، ص:۱۹۸

۷-جون ایلیا، گمان، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص:۸۸

۸-ایضاً، ص:۴۹

۹-ایضاً، ص:۴۷

۱۰-ایضاً، ص:۳۲

۱۱۔ جون ایلیا، گویا، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء، ص:۲۰

۱۲-جون ایلیا، شاید، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء، ص:۱۷

۱۳۔ جون ایلیا، راموز، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ص:۵۵

۱۴- محمد عسکری، مرزا، آئینہ بلاغت، لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۳۶ء، ص:۴۸

۱۵-جون ایلیا، گمان، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص: ۴۵

۱۶-ایضاً، ص: ۵۲

۱۷-جون ایلیا، لیکن، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۷، ص: ۲۴۹

۱۸-ایضاً، ص: ۲۰۹

۱۹-ایضاً، ص: ۱۱۹

۲۰-جون ایلیا، راموز، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ص: ۶۱

۲۱۔ جون ایلیا، گویا، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء، ص: ۲۳

۲۲-جون ایلیا، لیکن، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۷، ص: ۱۱۹

۲۳-ایضاً، ص: ۱۲۲

۲۴-ایضاً، ص: ۱۳۸

۲۵-جون ایلیا، گمان، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص: ۳۱

۲۶-جون ایلیا، گویا، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء، ص: ۸۳

۲۷-ایضاً، ص: ۳۲

References in Roman Script:

1. Misbah Ahmad Siddiqui, Shora-e- Amroha, Rampur,Raza Library, 2004, p.8

2. Abid Ali Abid, Syed, Al-Bayan, Lahore, Majlis Tarraqi Adab, 1989, p.71

3. Jaun Elia, Shayed, Lahore, Al-Hamd Publications, 1992, p.304

4. Ibid, p: 168

5. Ibid

6. Ibid, p: 198

7. Jaun Elia, Guman, Lahore, Al-Hamd Publications, 2006, p.88

8. Ibid, p: 49

9. Ibid, p: 47

10. Ibid, p: 32

11. Jaun Elia, Goya, Lahore, Al-Hamd Publications, 2017, p.20

12. Jaun Elia,Shayed, Lahore, Al-Hamad Publications, 1992, p: 17

13. Jaun Elia, Ramoz, Lahore, Al-Hamd Publications,2016, p.55

14. Muhammad Askari, Mirza, Aina Balaghat, Lucknow, Uttar Pradesh Urdu Academy, 1936, p.48

16. Ibid, p: 52

17. Jaun Elia, Lakin, Lahore, Al-Hamd Publications, 2017, p: 249

18. Ibid, p.: 209

19. Ibid, p: 119

20. Jaun Elia, Ramoz, Lahore, Al-Hamd Publications, 2016, p: 61

21. Jaun Elia, Goya, Lahore, Al-Hamd Publications, 2017, p: 23

22. Jaun Elia, Likan, Lahore, Al-Hamd Publications, 2017, p: 119

23. Ibid, p: 122

24. Ibid, p: 138

25. Jaun Elia, Guman, Lahore, Al-Hamd Publications, 2006, p.31

26. Jaun Elia, Goya, Lahore, Al-Hamd Publications, 2017, p.83

27. Ibid, p: 32